جماعتی زندگی

تنظیم جماعت کا طریق کار

افادات: الشیخ محمد ابراہیم خان و رضاء الحق گیلانی تدوین و تقدیم: عبدالوہاب خان

اسلام دین فطرت ہے اور انسان مدنی الطبع۔ دین فطرت نے اس انسانی جبلت کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اجتماعی زندگی گزارنے کی ترغیب بھی دی ہے اور اس کے کامیاب گر بھی سکھائے ہیں۔

اسلام میں جماعتی زندگی کی اہمیت: رب ذوالجلال کا ارشاد ہے: ﴿**یٰأیھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تسآء لون بہ والأرحام إن اللہ کان علیکم رقیبا** ۞﴾ [النساء ۱] ''انسانو! اپنے پروردگار (کی ناراضگی سے) ڈرو، جس نے تمہیں ایک ہی شخص سے پیدا فرمایا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا اور ان دونوں کی نسل سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائے۔ اور اس پروردگار سے ہر دم ڈرتے رہو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتے ناطے کے تعلقات کا خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔'' ﴿**یٰأیھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہ ولا تموتن إلا وأنتم مسلمون** ۞ **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم إذ کنتم أعدآء فألف بین قلوبکم فأصبحتم بنعمتہٖ إخوانا وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فأنقذکم منھا کذٰلک یبیّن اللہ لکم اٰیٰتہ لعلکم تھتدون** ۞﴾ [آل عمران ۱۰۲، ۱۰۳] ''ایمان والو! اللہ کی خفگی سے بچنے کا پورا پورا حق ادا کرو اور ہرگز ہرگز حالت اسلام (فرمانبرداری) کے بغیر تم پر موت نہیں آنا چاہیے۔ اور اللہ کی رسی کو اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑے رکھو اور پارٹی بازی مت کرو۔ اور اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد رکھو جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اسی نے تمہارے دلوں میں باہمی الفت ڈال دی، جس کی نعمت سے تم بھائی بھائی بن گئے اور (کفر و منافرت کی وجہ سے) تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو (ایمان کی توفیق عطا کر کے) اس نے تمہیں اس سے نجات بخشی۔ اللہ اسی طرح تمہارے لیے اپنی آیتیں وضاحت سے بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پا سکو۔'' ﴿**یٰأیھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون** ۞﴾ [آل عمران ۲۰۰] ''اے ایمان والو! صبر کا دامن چھوٹنے نہ دو اور آپس میں صبر دلاؤ اور باہمی رابطے استوار رکھو اور اللہ کو ناراض کرنے سے بچتے رہو تاکہ تمہیں کامرانی نصیب ہو۔'' ﴿**وأطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھبَ ریحُکم واصبروا إن اللہ مع الصٰبرین** ۞﴾ [الأنفال ٤٦] ''اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری کرتے رہو اور آپس میں اختلافات کو ہوا نہ دو، ورنہ تم نامراد ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی (رعب و دبدبہ فنا

ہوگا)۔اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"إن الله لا يجمع أمتي على ضلالة ويد الله مع الجماعة ومن شذ شُذ إلى النار "[ترمذی فتن ۷ ح:٦١٦٧ عن ابن عمر۔ ٤/٤٠٥ قال الألبانیؒ: صحيح دون قوله:ومن شذ......] "بیشک اللہ میری امت کو گمراہی پر اکٹھی نہیں ہونے دے گا اور اللہ پاک کا (برکت ونصرت سے بھر پور) ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔ اور جو کوئی (جماعت سے) الگ تھلگ ہو جائے اسے الگ ہی رکھ کر جہنم کی طرف پھینکا جائے گا۔" ایک خطبہ نبوی میں فرمایا:"......أوصيكم بالجماعة وإياكم والفُرقة فإن الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين أبعد ، من أراد بحبوحةَ الجنة فليلزم الجماعة......"[ترمذی فتن باب ۷ لزوم الجماعة ح:٦١٦٥عن ابن عمر ٤/٤٠٤] "میں تمہیں تقویٰ شعاری کی وصیت کرتا ہوں۔ اور یہ کہ تم فرقہ بندی سے بالکل اجتناب کرو۔ بیشک شیطان (جماعت سے الگ) اکیلے شخص کا ساتھی ہوتا ہے، اور وہ دو سے نسبتاً دور رہتا ہے (شیطان جماعت کے ساتھ نہیں ہوتا' اگر چہ صرف دو افراد پر مشتمل ہو)۔ جو کوئی جنت میں اعلیٰ درجے کا طلب گار ہوُا سے جماعت کے ساتھ مربوط رہنا چاہیے۔"

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

اس کائنات کے اندر کوئی بھی جدوجہد اور کوشش ومحنت کامیابی کی منزل مراد کو نہیں پاسکتی جب تک اس میں ہم آہنگی اور نظم وضبط نہ پایا جائے۔ اللہ پاک نے نظام کائنات میں روز مرہ مشاہدے کی طرف توجہ مرکوز کراتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: ﴿والشمس تجري لمستقر لها ذٰلك تقدير العزيز العليم ۞﴾[یٰس ۳۸] "اور سورج اپنے مدار کی جانب رواں دواں رہتا ہے، یہی اس غلبہ وعلم والی ذات کا مقرر کردہ ٹائم ٹیبل ہے۔"

اسلامی عبادات اجتماعیت کا مظہر ہیں: جہت قبلہ کی پابندی، نماز باجماعت کی فضیلت وفرضیت، روزہ، عیدین، زکاۃ، حج بیت اللہ، جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ بہت ساری عبادتیں مسلمان کو نظم وضبط اور اطاعت امیر کا مسلسل عملی درس دیتی ہیں۔ ان میں سے اکثر اعمال ایسے ہیں' جن کی انفرادی ادائیگی ممکن ہی نہیں۔ اور جہاں ممکن ہے (مثلاً نماز) وہاں باجماعت ادائیگی کا تأکیدی حکم اور خاص فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔

اسلام میں قیام جماعت کی اہمیت: اللہ رب العالمین نے اپنی کتاب ہدایت میں انسانوں کو اکثر مقامات پر اجتماعی انداز میں خطاب سے نوازا ہے۔ جیسے:﴿يـأيها الناس﴾،﴿يـأيها الذين امنوا﴾،﴿يـأيها الإنسان﴾،﴿قد أفلح المؤمنون﴾ اس طرزِ خطاب سے نہ صرف اجتماعیت کا مفہوم ابھرتا ہے، بلکہ اس میں امت کو لازمی طور پر ایک وحدت میں منسلک ہو جانے کی تلقین بھی پوشیدہ ہے۔

اسلام میں نظام جماعت: اہل اسلام کی انتظامی وحدت اور شیرازہ بندی کے معاملے میں اللہ نے انسان کو

بے لگام نہیں چھوڑا، بلکہ اپنی خاص حکمت سے ایک آسمانی نظامِ حیات کا پابند کیا ہے۔اس باب میں نہ صرف عوام کو پابند کیا ہے بلکہ خواص اور اہل اقتدار پر زیادہ پابندیاں عائد کی ہیں۔"**کلکم راعٍ و کلکم مسئول عن رعیته**"[متفق علیه] "تم میں سے ہر ایک (کسی نہ کسی شعبے میں) ذمہ دار ہے اور تم سب سے اپنی اپنی ذمہ داری سے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔" حتیٰ کہ اپنے محبوب ترین بندے اور افضل پیغمبر ﷺ کو بھی کوئی اختیار نہیں دیا۔ارشادالٰہی ہے:﴿ **ثم جعلنٰک علیٰ شریعة من الأمر فاتبعها ولا تتبع أهوآء الذین لا یعلمون** ۞﴾[الجاثیة ۱۸] "پھر ہم نے آپ کو اس (دین ودنیا کے) معاملے میں ایک شریعت (نظام زندگی) کا پابند کیا ہے، پس اسی نظام کی پابندی کریں اور ان لوگوں کے خواہشات کے پیچھے نہ چلیں جنہیں (شریعتِ الٰہی کی حکمتوں کا) کچھ پتہ نہیں۔" ﴿**ومن لم یحکم بما أنزل الله فأولٰئک هم الکفرون** ۞﴾،﴿......**هم الظٰلمون** ۞﴾،﴿......**هم الفٰسقون** ۞﴾[المائدة ٤٤، ٤٥، ٤٦] "جو کوئی اللہ پاک کی نازل فرمودہ شریعت کے مطابق فیصلے نہ کریں تو وہی لوگ کافر ہیں،......وہی ظالم ہیں اور......وہی فاسق ہیں۔"

اللہ احکم الحاکمین انسان اور اس کی فطرت کا خالق ہے، وہی خوب جانتا ہے کہ اس جنس کو کس نظام کے تحت چلایا جائے تو وہ درست طور پر چل سکتا ہے اور کس طرح ان کے آپس میں خیر سگالی اور امن ورواداری قائم رہ سکتی ہے۔اسی لیے حکمت والی ذات نے دنیا کا نظام چلانے کے لیے قانون خود ہی نازل فرمایا ہے، اصول خود وضع فرمائے ہیں۔دنیا میں نظام حیات چلانے والوں کی اصل ذمہ داری یہی ہے کہ وہ اس نازل شدہ قانون کو سمجھ لیں اور اپنے دائرہ کار میں نافذ کریں۔اسی مقصد کے لیے اللہ پاک نے ﴿ **إنی جاعل فی الأرض خلیفة** ﴾[البقرة ۳۰] "میں زمین میں جانشین بنانے والا ہوں۔" کا اعلان کر کے انسان کو وجود بخشا تھا۔

جماعتی زندگی میں مشاورت کی اہمیت: اللہ رب العزت نے پیش آمدہ امور میں بصیرت حاصل کرنے اور اس کی روشنی میں درست لائحہ عمل اختیار کرنے کی خاطر آپس میں مشورہ کرنے کا حکم دیا۔ارشاد ہے:﴿**وشاورهم فی الأمر**﴾[آل عمران ۱۵۹] "اور (ضرورت کے) معاملے میں ان سے مشورہ کیجیے۔" اس فرمان الٰہی کی تعمیل میں رسول اکرم ﷺ نے ہر اہم معاملے میں اپنے جاں نثار اصحاب رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا۔مثلاً غزوہ بدر، احد، خندق، کفار سے معاہدے، جنگی قیدیوں کا معاملہ وغیرہ۔ آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی اسی منہج پر کاربند رہے۔ جب اس معصوم ہستی ﷺ کو احکم الحاکمین نے مشورہ لینے کا حکم فرمایا، تو اس کی امت میں سے کسی بھی امیر یا حکمران کے لیے ڈکٹیٹرشپ مسلط کرنے کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے؟!

مشاورت کا یہ اجتماعی نظام انسانوں کو آپس میں مربوط، منظم اور متحد و متفق کر کے محبت باہمی کی بنیاد پر مستحکم وحدت کی لڑی میں پرونے کا واحد اور مفید ترین نسخہ ہے۔

جماعتی مسائل کو جماعتی انداز میں حل کرنے کے لیے مشاورت کا اجلاس بلانے کے کئی فائدے ہیں:

(۱) اراکین وافرادِ جماعت کی دل جوئی

(۲) مختلف افراد کی ذہنی اور تجرباتی صلاحیتوں سے اجتماعی طور پر فائدہ اٹھانا

(۳) درست اور مفید سوچ کو اجتماعی فکر کے دھارے میں ڈالنا

(۴) اہل حل وعقد کی اجتماعی فکری تربیت اور ایک دوسرے سے استفادے اور تعاون کا جذبہ پیدا کرنا۔

اسلام میں مشاورت کا ضابطہ اخلاق:

(۱) **مشورہ مانگنے والے کی ذمہ داری:** مشورہ طلب کرنے میں مخلص ہونا نہایت ضروری ہے۔یعنی مجلس مشاورت کا انعقاد صرف خانہ پری کے لیے نہیں ہونا چاہیے، بلکہ لازم ہے کہ ارکان کے مشوروں کو اہمیت دیتے ہوئے معاملات پر ٹھنڈے دل سے غور کرے اور ہر مسئلے میں بہتر پالیسی اپنانے کی کوشش کرے۔

(۲) **مشورہ دینے والوں کی ذمہ داریاں:** نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:'' **المستشار مؤتمن**'' [ابوداؤد ادب ۱۲۳ ح:۵۱۲۸،ترمذی ادب ۵۷ وحسنه] ''مشورہ طلب کیے جانے والے کو امانت سپرد کی گئی ہے۔''یعنی مشورہ طلب کرنے والا کوئی ضرورت کی بات اپنے قابل اعتماد بھائی سے بیان کر کے اس سے پوچھتا ہے کہ اس مسئلے کے حل کے لیے کیا اقدام کیا جائے، جس سے اچھے نتائج کی امید ہو؟ یہ امانت دو اجزاء پر مشتمل ہے:

(۱) **رازداری کا التزام:** مشورہ طلب بات کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں:

[۱] ایسی رازدارانہ بات جس کے اعلان ہو جانے سے مقصد فوت ہو جائے یا کسی کی سبکی ہوتی ہو۔

[۲] ایسی بات جس کو چھپانا اور ظاہر کرنا دونوں برابر ہوں۔

[۳] ایسی بات جس کے اظہار میں ہی بھلائی ہو اور اس کا زیادہ سے زیادہ پھیلانا ہی مقصود ہو۔

اکثر وبیشتر جماعتی وذاتی معاملات میں قابل مشورہ باتیں پہلی نوعیت کی ہوتی ہیں۔پس اس حدیث کی رو سے اس بات کو صیغہ راز میں رکھنا اس کی ''امانت داری'' کا تقاضا اور اس کا افشا کرنا ''خیانت'' ہے۔دوسری نوعیت کی بات کو بھی پوشیدہ ہی رکھنا چاہیے۔کیونکہ بسا اوقات ایک شخص کا خیال یہ ہوتا ہے کہ ''اس کے اظہار سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔'' لیکن دوسرے اس بات کے اعلان کرنے میں واضح ہرج محسوس کرتے ہیں۔''**اذا حدث الرجل الحديث ثم التفت فهي امانة**'' [ترمذی بر ۳۹ عن جابر وحسنه]

(۲) **صحیح مشورہ دینا:** فرمان نبوی ہے:''**لا يؤمن أحدكم حتىٰ يحب لأخيه ما يحب لنفسه**'' [بخاری إيمان باب ۷ عن أنس ۱/ ۷۳، مسلم إيمان ح:۷۱] ''تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان دار نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے

بالکل وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے بار بار تنبیہ کے ساتھ یہ بات بیان فرمائی: ''الدین النصیحة'' [بخاری إیمان ترجمة باب ٤٢، مسلم إیمان ح:٩٥ عن تمیم ٢/٣٦-٣٧] ''دین سراسر خیر خواہی سے عبارت ہے: اللہ، قرآن رسول ﷺ، مسلمان حکام اور عام لوگوں سب کے لیے۔'' آپ ﷺ نے اس بات پر بھی صحابہ ؓ سے بیعت لی تھی: ''علی إقام الصلاة وإیتاء الزکاة والنصح لکل مسلم'' [بخاری ١/١٦٦ عن جریر] ''نماز کی پابندی کرنا، زکاۃ کی ادائیگی کرنا اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنا۔''

ان مقدس فرامین کا لبِ لباب یہ ہے: جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ اپنی دانست کے مطابق بالکل صحیح مشورہ دینے کا پابند ہے۔ اگر کسی کو مناسب مشورہ نہ سوجھے تو صاف بتا دینا چاہیے، خواہ مخواہ کسی کی ہاں میں ہاں ملانا خیر خواہی کے خلاف ہے۔

بسا اوقات اجتماعی معاملات کے مشوروں میں **مفادات کا تصادم** صاف نظر آتا ہے۔ صحیح مشورے کا فائدہ تمام افراد جماعت میں تقسیم ہوتا ہے، جبکہ غلط مشورے کا فائدہ تن تنہا اسی ممبر کو سمیٹنا نصیب ہوتا ہے، یا اس سے مشورہ مانگنے والے صاحب اختیار کے مفادات وابستہ ہوتے ہیں۔ بدنیت مشیر اپنی رکنیت پختہ کرنے یا کوئی اور مفاد حاصل کرنے کے لیے پورے قوم کے مفادات کو اس صاحب کے مفاد پر قربان کرتا ہے...... بہر حال غلط مشورہ دینا قوم کے ساتھ خیانت ہے، جس کا ارتکاب جمہوری نظام حکومت میں تھوک سطح پر کیا جاتا ہے۔ اسی لیے جمہوری نظام حکومت عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرنے میں ناکام ہے۔ اس کے سایہ عاطفت میں جرائم پروان چڑھتے اور سادہ لوح بندوں کا ناطقہ بند ہوجاتا ہے، امیر صاحب امیر تر اور غریب بیچارہ غریب تر ہوتا جاتا ہے۔

(جاری ہے)

بے فائدہ کام

چھ کام بے فائدہ ہوتے ہیں:

(۱) انسان یہ سمجھے کہ میرے دل میں اللہ کا بہت خوف ہے، مگر وہ گناہوں سے نہ بچے تو یہ ''خوف'' بے فائدہ ہے۔

(۲) جو انسان کہے کہ مجھے اللہ سے بڑی امیدیں ہیں، مگر عمل کی کوشش نہ کرے تو یہ ''امید'' بھی بے فائدہ ہے۔

(۳) آدمی اللہ سے دعا تو مانگے مگر اللہ تعالیٰ سے حسن ظن نہ رکھے تو وہ ''دعا'' بھی بے فائدہ ہے۔

(۴) ندامت کے بغیر ''استغفار'' بالکل بے فائدہ ہوتا ہے۔

(۵) اصلاح باطن کے بغیر ''ظاہر'' بے فائدہ ہوتا ہے۔

(۶) اخلاص کے بغیر ''عمل'' بے فائدہ ہوتا ہے۔

[مرسلہ: صفدر علی خان]